آثارِ عمرؓ پر ایک نظر

(۲)

جناب محمد اجمل اصلاحی استاد ادب عربی مدرستہ الفلاح بریا، ضلع اعظم گڈھ

۱۲ص ۱۹-۲۰ (ب)

حضرت حویطب حضرت ابوبکر کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے تو دیکھا کہ اکنسو رواں ہیں انھوں نے حضرت ابوبکر کے فضائل اور کارناموں کا تذکرہ کیا تو حضرت ابوبکر نے سوالیہ انداز میں فرمایا: وحسنا صنعت ؟ جو کچھ میں نے کیا وہ ٹھیک ہے -؟

حویطب نے جواب دیا: نعم واللہ جی ہاں بخدا -

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا:

"واللہ ؛ للہ أشکر لہ وأعلم بہ، ولا یمنعنی ذلک من أن أستغفر اللہ -"

خالدی صاحب ترجمہ کرتے ہیں:

آپ نے فرمایا: قسمیہ؛ (واقعی؛) میں اس پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں - جو کچھ میں نے کیا اچھی طرح جانتا ہوں (کہ وہ درست ہے) لیکن یہ بات مجھے خدا سے مغفرت طلب کرنے میں ہرگز مانع نہیں ہوگی"۔

خالدی صاحب سے عبارت پڑھنے میں غلطی ہوئی: "اشکر" و "اعلم" کو انھوں نے صیغہ واحد متکلم سمجھا حالانکہ دونوں افعل تفضیل کے صیغے ہیں "للہ" مجرور نہیں ورنہ "لہ" زائد ہوگا بلکہ مبتدا مرفوع ہے اور اس پر لام ابتدا داخل ہے - صحیح ترجمہ یوں ہوگا:

"آپ نے فرمایا: بخدا؛ بلاشبہ اللہ تعالیٰ میرے کاموں کا زیادہ قدرداں اور ان کے متعلق زیادہ باخبر ہے"

اصمعی (متوفی ۲۱۶ھ) سے منقول ہے کہ جب کوئی شخص حضرت ابوبکرؓ کے سامنے ان کی تعریف کرتا

تو فرماتے: "اے اللہ تو میرے بارے میں مجھ سے زیادہ اور میں اپنے بارے میں دوسروں سے زیادہ باخبر ہوں"۔ اے اللہ مجھے اس سے بہتر بنا جتنا یہ لوگ گمان کرتے ہیں۔ میری ان غلطیوں کو بخش دے جن سے یہ واقف نہیں۔ اور ان کی تحسین و ستائش کا مواخذہ مجھ سے نہ کرنا[1]

حضرت حویطب کی یہی زیر بحث روایت کنز العمال میں بھی ہے۔ وہاں حضرت ابوبکرؓ کے الفاظ اس طرح منقول ہیں۔

"فانا للہ واللہ أشکولہ وأعلم۔"[2]

ترجمہ: "ہم اللہ کے لیے ہیں اور اللہ ہماری خدمات کا زیادہ قدردان اور ان سے زیادہ باخبر ہے"

ضمیمہ آثار ابی بکر صدیق رضؓ

(۶) ص ۲۵

عبداللہ بن الاہتم ایک بار حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دربار میں حاضر ہوا اور لوگوں کے سامنے ایک تقریر کی جس میں خلفائے راشدین کے دور کا تنقیدی جائزہ لیا اور آخر میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کو مخاطب کر کے چند نصیحتیں کیں[3]۔

(۱) اس تقریر کا ایک ابتدائی جملہ ہے:

"فان اللہ خلق الخلق غنیا عن طاعتہم آمنا لمعصیتہم"

خالدی صاحب نے اس کا ترجمہ اس طرح کیا ہے: "ساری اشیاء اللہ ہی نے پیدا کی ہیں حالانکہ وہ ان کی فرمانبرداری سے بے نیاز اور ان کی نافرمانیوں سے واقف تھا"

"آمنا" کا ترجمہ واقف کیا گیا ہے جو کسی طرح صحیح نہیں ہے اس خطبہ کی تمام روایتوں میں یہی لفظ ہے بلکہ "العقد الفرید" میں "آمنا لمعصیتہم" کی بجائے "آمنا من معصیتہم" ہے۔ جو اور زیادہ واضح ہے[4]

---

[1] عیون الاخبار ج ۱ ص ۲۷۶۔ بعینہٖ یہی الفاظ حضرت علیؓ سے بھی منسوب ہیں ملاحظہ ہو نہج البلاغۃ شرح محمد عبدہ ج ۱ ص ۱۷۲۔ [2] کنز العمال ج ۶ ص ۳۲۵۔

[3] البیان ج ۲ ص ۱۳۳۔ [4] العقد الفرید ج ۲ ص ۱۲۲ طبع لجنۃ التالیف والترجمۃ۔

"آمن" کے معنی محفوظ ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو لوگوں کی نافرمانی سے کوئی ضرر نہیں پہنچ سکتا۔ وہ اس سے بالکل محفوظ ہے۔

(ب) بعثت سے پہلے عربوں کی حالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے خطیب کہتا ہے:

"میتہم فی النار وحیہم أعمی

معہا لا یحصی من المرغوب عنہ والمزہود فیہ"

خالدی صاحب نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے: "ان کے مردے آگ میں اور ان کے زندے اندھے تھے، اس کے ساتھ ایسی بے شمار چیزیں موجود تھیں جن سے رغبت یا نفرت ہوتی ہے۔ (خیر و شر، مفید و مضر، خوب و زشت سب موجود تھے)"

یہاں خیر، مفید، خوب اور مرغوب کا سرے سے ذکر ہی نہیں۔ ڈاکٹر صاحب کو "المرغوب عنہ" کے لفظ سے غلط فہمی ہوئی۔ عربی زبان میں جب "رغبۃ" بصلہ "عن" آتا ہے تو نفرت کے معنی میں ہوتا ہے چنانچہ مندرجہ بالا عبارت کا صحیح ترجمہ یوں ہوگا۔

"... اس کے ساتھ بے شمار ناپسندیدہ اور نفرت انگیز چیزیں ان کے معاشرے میں پائی جاتی تھیں"۔

(ج) مرتدین اور مانعین زکوٰۃ سے حضرت ابوبکر کے قتال کا تذکرہ کرتے ہوئے عبداللہ بن الاہتم کے الفاظ یہ ہیں:

فلم یبرح یفصل أوصالہم، ویسقی الارض دماءہم حتی أدخلہم فی الذی خرجوا عنہ"

خالدی صاحب کا ترجمہ یہ ہے: "ان کو جو چیزیں جوڑتی تھیں ان کو توڑتے اور زمین کو ان کا خون پلائے بغیر چین نہیں بیٹھے تا آنکہ ابوبکر نے ان کو از سر نو اسی دائرہ میں داخل کیا جس سے نکل گئے تھے۔"

پہلے جملے کا ترجمہ بالکل غلط ہے۔ "اوصال" جسم کے جوڑوں کو کہتے ہیں۔ "تفصیل اوصال" کے

معنی ہیں جوڑوں کو توڑنا۔ مطلب یہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ ان کی برابر سرکوبی کرتے رہے۔ امرؤالقیس کا شعر ہے[۱]

فقلت یمین اللّٰہ أبرح قاعداً　　　ولو قطعوا رأسی لدیک وأوصالی

(ترجمہ) میں نے کہا: بخدا میں یہاں سے اٹھ نہیں سکتا خواہ یہ لوگ تمھارے پاس میرا سر قلم اور میرے جسم کو ٹکڑے ٹکڑے ہی کیوں نہ کر ڈالیں"۔

(د) بیت المال کے سلسلہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی غیر معمولی احتیاط کا ذکر کرتے ہوئے عبداللہ بن الاہتم کہتا ہے:

"وقد کان اصاب من مال اللّٰہ بکرا یرتوی علیہ وحبشیۃ ترضع ولدا له، فرأی ذلک غصۃ عند موته فی حلقه، فأدی ذلک الی الخلیفۃ من بعدہ"

خالدی صاحب کا ترجمہ یہ ہے: "ابوبکر نے اللہ کے مال سے ایک اونٹنی لی تھی وہ اس سے اپنا گلا تر رکھتے تھے ان کے یہاں ایک حبشی عورت تھی، یہ ان کے بچے کو دودھ پلاتی تھی مگر وقتِ وفات یہ بھی ان کے حلق میں پھنس کر گلوگیر ہو گئی۔ آپ نے یہ اونٹنی اور حبشی لونڈی اپنے جانشین کے حوالے کر دی"

پہلے جملہ کا ترجمہ کسی طرح درست نہیں۔ "بکر" نوجوان اونٹ کو کہتے ہیں۔ "یرتوی علیہ" کے معنی ہیں جس سے آبپاشی کا کام لیا جائے۔ چنانچہ دوسری روایت میں آیا ہے:

ناضح کان یسقی بستاناً له[۲]　　　ایک اونٹ جو حضرت ابوبکر کے ایک باغ کو سیراب کرتا تھا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت مال غنیمت میں سے ملی ہوئی جو چیزیں ان کے پاس موجود تھیں، اور جن کے بارے میں حضرت عائشہ کو وصیت کی تھی کہ حضرت عمر کے حوالہ کر دی

---

[۱] شرح دیوان امرؤالقیس للسندوبی، تیسرا ایڈیشن ۱۹۵۳ء ص ۱۴۱۔ [۲] صفۃ الصفوۃ ج ۱ ص ۱۰۱۔

جائیں۔ ان کی تعداد کے بارے میں ماخذ کا بیان ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ مجموعی تعداد کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

(۱) ایک غلام جو تلواروں کو صیقل کرتا تھا اور بچوں کو بھی کھلاتا تھا۔

(۲) ایک حبشی کنیز جو حضرت ابوبکرؓ کے ایک بچہ کو دودھ پلاتی تھی۔

(۳) ایک نوجوان اونٹ جس سے آبپاشی کا کام لیا جاتا تھا۔

(۴) ایک دودھاری اونٹنی۔

(۵) ایک چادر جس کا دام پانچ درہم یا اس سے بھی کم تھا۔

(۶) دودھ دوہنے کا برتن۔

(۷) ایک قطوانی عبا۔

ابن سعد[۱] (متوفی ۲۳۰ھ) طبری[۲] (متوفی ۳۱۰ھ) ابن الجوزی[۳] (متوفی ۵۹۷ھ) ابن اثیر[۴] (متوفی ۶۳۰ھ) اور امام سیوطی[۵] (متوفی ۹۱۱ھ) نے غلام، اونٹ اور چادر کا تذکرہ کیا ہے۔

صفۃ الصفوۃ میں امام ابن الجوزی نے جو روایت درج کی ہے اس میں صرف غلام اور اونٹ کا ذکر ہے[۶] ابن قتیبہ (متوفی ۲۷۶ھ) نے "المعارف" میں صرف اونٹ اور چادر کا ذکر کیا ہے[۷] بغوی (متوفی ۵۱۶ھ) نے معجم الصحابہ میں غلام، دودھ کے برتن اور ایک قطوانی عبا کا ذکر کیا ہے

خود عبد اللہ بن الأہتم کے زیر بحث خطبہ کی روایات میں اختلاف ہے۔ ابن الجوزی کی "سیرت عمر بن عبد العزیز" میں اس خطبہ کے راوی سفیان بن عیینہ ہیں، انھوں نے اونٹنی، اونٹ اور حبشی کنیز کا ذکر کیا ہے[۸] ابن عبد الحکم کی "سیرت عمر بن عبد العزیز" میں بھی انھیں تینوں چیزوں کا ذکر ہے[۹]

---

[۱] کنز العمال ج ۶ ص ۳۲۵۔ [۲] تاریخ طبری مطبوعہ بریل ۱۸۸۱ء ۵ س ص ۲۱۴۳۔ [۳] تاریخ عمر بن الخطاب لابن الجوزی مطبعۃ التوفیق الادبیۃ ص ۵۲۔ [۴] الکامل ج ۲ ص ۱۶۲۔ [۵] تاریخ الخلفاء مطبع رزاقی ص ۵۸۔ [۶] صفۃ الصفوۃ ج ۱ ص ۱۰۱۔ [۷] الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۱۳۷۔ [۸] کتاب مذکور تصحیح محب الدین الخطیب ۱۳۳۱ھ ص ۱۴
[۹] کتاب مذکور تصحیح احمد عبید مطبوعہ ۱۹۲۷ء ص ۱۱۱۔

لیکن البیان والتبیین کی اس عبارت میں جس کے راوی خالد بن صفوان ہیں صرف اونٹ اور حبشی کنیز کا ذکر ہے۔ "العقد الفرید"[۱] اور "سنن الدارمی"[۲] کی روایتیں بھی "البیان والتبیین" کے مطابق ہیں۔

(۵) حضرت ابوبکرؓ کے بعد حضرت عمرؓ کا طرزِ عمل اس طرح بیان کیا گیا ہے:

وقد كان اصاب من مال الله بضعا و ثمانين ألفا، فكسر بها رباعه، وكره بها كفالة أهله و ولده، فأدى ذلك إلى الخليفة من بعده"

خالدی صاحب کا ترجمہ یہ ہے: "عمر نے اللہ کے مال سے اسی ہزار سے کچھ زائد رقم اپنے اخفیا تمیزی سے استعمال کی تھی۔ عمر نے اپنی جائداد ٹکڑے ٹکڑے فروخت کر دی اور اس رقم سے لئے ہوئے مال کی پابجائی ہو گئی۔ عمر کو یہ بات ناپسند تھی کہ یہ جائیداد ان کے اہل خانہ اور بچوں کی کفیل ہو۔ اہل و عیال کی کفالت کی ذمہ داری اپنے بعد ہونے والے جانشین کے سپرد کر دی۔"

راقم السطور کو آخری جملہ کے ترجمہ سے اختلاف ہے۔ یہاں اہل و عیال کی کفالت کی ذمہ داری جانشین کے سپرد نہیں کی گئی ہے بلکہ گھر فروخت کر کے رقم جانشین کے سپرد کی گئی۔ یہی جملہ حضرت ابوبکرؓ کے سلسلے میں بھی گزر چکا ہے۔ جو ترجمہ وہاں کیا گیا ہے وہی یہاں بھی ہونا چاہیے۔

(۶) تقریر کے آخر میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کو مخاطب کر کے عبداللہ بن الاہتم نے کہا:

"فلما وليتها ألقيتها حيث ألقاها الله"

خالدی صاحب ترجمہ کرتے ہیں: "توقع ہے کہ تم اس کو وہیں رکھو گے جہاں اللہ نے اس کو رکھا ہے"

یہ ترجمہ بالکل غلط ہے صحیح ترجمہ یہ ہے۔ "جب آپ کے ہاتھوں میں دنیا کی زمام کار

---

[۱] طبع لجنۃ التالیف ج ۲ ص ۳۴۲۔ [۲] سنن الدارمی مطبع نظامی ۱۳۱۰ھ باب فی وفاۃ النبی ص ۲۴ و ۲۵

آئی تو آپ نے دنیا کو وہی حیثیت دی جو حیثیت اللہ کے نزدیک اس کی ہے۔"

دوسری روایتوں میں اس جملے کے بعد چند اور جملے ہیں جو دراصل اسی اجمال کی شرح ہیں۔

مثلاً سنن الدارمی میں خالد بن معدان سے روایت ہے:

فلما ولیتہ ألفیتہ حیث القاھا اللہ ھجرتھا وجفوتھا وقذ رتھا، إلا ما تزودت منہا۔	چنانچہ آپ دنیا سے کنارہ کش رہے، اس کے ساتھ بے رخی سے پیش آئے اور اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھا البتہ آخرت کے لیے زادِ راہ اس سے لے لیا۔

اس ۲۹، پر خالدی صاحب رقم طراز ہیں:

"جاحظ نے باعتبار معنی درج بالا روایت سے ملتی جلتی روایت الحیوان ج ۴ ص ۷۶ پر اس طرح نقل کی ہے"

یہاں "درج بالا روایت" سے جو روایت مراد ہے وہ درج ہونے سے رہ گئی۔ اس روایت کا ترجمہ حسبِ ذیل ہے:

"حضرت ابوبکر کے غلام حضرت بلال گھوڑ دوڑ کے میدان سے آئے تو کسی نے پوچھا: کون بازی لے گیا؟ فرمایا: اللہ کے مقرب بندے۔ سائل نے کہا: میں "خیل" (گھوڑے) کے متعلق دریافت کر رہا ہوں۔ حضرت بلال نے فرمایا: میں "خیر" کے متعلق جواب دے رہا ہوں[1]

(۷) ص ۳۰۔ حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے بعد حضرت عائشہؓ نے ان کی قبر پر کھڑے ہو کر جو کلمات کہے تھے ان کا ایک ٹکڑا یہ ہے[2]:

"وإن کتاب اللہ لیعد بجمیل العزاء عنک حسن العوض منک فأ نتجز من اللہ موعودہ فیک بالصبر عنک، وأستخلصہ بالإستغفار لک"

---

[1] البیان ج ۳ ص ۳۱۷۔ [2] البیان ج ۲ ص ۳۰۴۔

خالدی صاحب نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے: "اللہ کی کتاب وعدہ کرتی ہے کہ آپ کی وفات پر صبر جمیل آپ کا اچھا بدل ہوگا، اس سے بڑی تسلی ہوتی ہے۔ میں آپ کی وفات پر صبر کرتے ہوئے اللہ سے وہ وعدے پورے کرنے کی درخواست کرتی ہوں، جو اس نے آپ سے کیے، اور آپ کی مغفرت طلب کرتے ہوئے دعا کرتی ہوں کہ وہ میری اس طلب میں اخلاص عطا فرمائے"

تینوں جملوں کے ترجمہ میں فاحش قسم کی غلطیاں ہیں "استخلاص" کے معنی اخلاص طلب کرنا نہیں بلکہ کسی چیز کو پسند کرنا اور اپنے لیے مخصوص کرنا ہے۔ صحیح ترجمہ اس عبارت کا یہ ہے:

"کتاب الٰہی کا وعدہ ہے کہ آپ کی وفات پر صبر جمیل اختیار کرنے پر مجھے آپ کا حسنِ عوض عطا ہوگا چنانچہ میں امید کرتی ہوں کہ اس حادثہ پر صبر اور آپ کے لیے استغفار کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ وہ وعدہ پورا کرے گا جو آپ کے بارے میں اس نے کیا ہے"

نہایۃ الارب[1]، العقد الفرید[2] اور الریاض النضرۃ[3] میں "استخلصہ" کی بجائے "استنجیہ" اور زہر الآداب[4] میں "استقضیہ" ہے جمہرۃ خطب العرب[5] میں مؤخر الذکر روایت کا انتخاب کیا گیا ہے۔

(۱۰) ص ۳۰

(۱۱) عیسیٰ بن طلحہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضؓ سے خلفائے اربعہ کے بارے میں ان کے تاثرات معلوم کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر کے متعلق فرمایا:

"کان خیرا کلہ علی الحدۃ وشدۃ الغضب"[6]

خالدی صاحب نے اس کا ترجمہ کیا ہے: "وہ سراپا خیر تھے تیزی وگرمی میں بھی اور غضب

---

[1] نہایۃ الارب للنویری دار الکتب ۱۹۲۵ء ج ۵ ص ۱۶۷۔ [2] العقد مطبوعہ ۱۳۱۶ھ ج ۲ ص ۶۔ [3] الریاض النضرۃ پہلا ایڈیشن ج ۱ ص ۱۸۵۔ [4] زہر الآداب ج ۱ ص ۴۰۔ [5] جمہرۃ خطب العرب ج ۱ ص ۱۲۶۔ [6] البیان ج ۳ ص ۲۴۶۔

کی شدت میں بھی"

جو اصول زبان کے خلاف ہے اس کا صحیح اور واضح ترجمہ یہ ہے: "شدت غضب اور مزاج میں حدت کے باوجود وہ سرتاپا خیر تھے"۔

حضرت ابوبکر پر یہ تبصرہ العقد الفرید میں محمد بن عبد السلام الخشنی سے بھی منقول ہے اس میں "شدۃ الغضب" نہیں ہے اس کے الفاظ یہ ہیں[1]

کان واللّٰہ خیر اکلہ	بخدا وہ خیر ہی خیر تھے اس حدت کے
مع الحدۃ التی کانت فیہ۔	باوجود جو اُن کے اندر پائی جاتی تھی۔

المحب الطبری نے ابن عبد البر (متوفی ۴۶۳ھ) کے حوالہ سے اسی مفہوم کی ایک روایت نقل کی ہے۔ جس کے راوی طارق ہیں۔ اس میں یہ ہے کہ کچھ لوگ حضرت ابن عباس کے پاس آئے، انھوں نے پوچھا: حضرت ابوبکر کس طرح کے آدمی تھے؟

ابن عباس کے جواب کے الفاظ یہ ہیں: "کان خیر کلہ أو کالخیر کلہ علی حدۃ کانت فیہ"[2]

(ب) حضرت عمر کے بارے میں ابن عباس نے جو تاثر ظاہر کیا وہ یہ ہے۔

"کان کالطائر الحذر قد علم أنہ قد نصب لہ فی کل وجہ حبالۃ، وکان یعمل لکل یوم بما فیہ علی عنف السیاق"

خالدی صاحب اس کا ترجمہ یہ کرتے ہیں: "ہوشیار پرندہ کی طرح جو کس وہ جانتے تھے کہ ان کے چاروں طرف ایک پھندہ لگا دیا گیا ہے۔ وہ روز کا کام روز کر دیا کرتے تھے جیسے دوڑ میں اپنے گھوڑے کو سب سے آگے نکالنے کی کوشش کرنے والا اس پر نرمی نہیں برتتا کوڑے لگائے جاتا ہے"

اس ترجمہ میں دو غلطیاں ہیں: ایک تو یہ کہ "قد علم" کا فاعل "الطائر" کی بجائے حضرت عمر

---

[1] العقد الفرید لجنۃ التالیف ج ۲ ص ۲۳۹۔ [2] الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۱۲۶۔

کو سمجھ لیا گیا جو غلط ہے۔ اس جملے اس کا صحیح ترجمہ یوں ہوگا: "حضرت عمر اس ہوشیار پرندہ کی مانند تھے جسے معلوم ہو کہ ہر طرف اس کے لیے جال بچھا ہوا ہے"۔ العقد الفرید کی روایت اس باب میں بہت واضح ہے:

کان واللہ کالطیر الحذر	بخدا وہ اس ہوشیار اور چوکنے پرندہ کی طرح
الذی نصب لہ فخ فہو	تھے جس کے لئے کوئی جال بچھا دیا گیا ہو اور
یخاف ان یقع فیہ۔	اسے ہر آن گرفتار ہونے کا اندیشہ لاحق ہو۔

دوسری غلطی جو بہت اہم ہے وہ یہ کہ خالدی صاحب نے لفظ "السیاق" (س و ق) کو "سباق" اس ب ق) پڑھا جس سے مفہوم خبط ہو گیا۔ سیاق کے معنی ہیں ہانکنا "عنف السیاق" یعنی سختی سے ہانکنا۔ یہاں حکومت اور انتظام میں سختی مراد ہے۔

ترجمہ یوں ہوگا:

"وہ روز کا کام روز کر دیا کرتے تھے۔ البتہ ان میں سخت گیری تھی"

جس طرح حضرت ابوبکر پر تبصرہ میں مزاج کی حدت کا ذکر تھا اسی طرح یہاں حضرت عمر کی درشتی اور سخت گیری کا ذکر ہے۔

حضرت علی رضؓ نے ایک موقع پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

انقادوا قبل عنف السیاق[1]	قبل اس کے کہ تم کو سختی سے اطاعت پر مجبور کیا جائے خود ہی مطیع ہو جاؤ

ابن ابی الحدید معتزلی شارح نہج البلاغۃ اس جملہ کی شرح کرتے ہوئے لکھتا ہے:

یقول: انقادوا انتم من	حضرت علی فرماتے ہیں کہ تم خود برضا و رغبت
انفسکم قبل ان تقادوا و تساقوا	مطیع ہو جاؤ قبل اس کے کہ تم کو اطاعت کی
لغیر اختیارکم سوقا عنیفا[2]	طرف جبراً ہانکا جائے یعنی زبردستی کی جائے۔

۱۔ نہج البلاغۃ شرح الامام محمد عبدہ ج ۱ ص ۱۵۸ ۲۔ شرح ابن ابی الحدید دار الطباعۃ طہران ۱۲۷۱ھ ص ۱۴۴۔

(۱۲) ص ۱۱۳

حضرت حسان بن ثابت نے حضرت ابوبکر کا جو مرثیہ کہا تھا اس کے چھ اشعار مختلف مراجع میں ملتے ہیں۔ البیان والتبیین میں ۴ اشعار ہیں۔ پہلا شعر ہے:

اذا تذکرت شجوا من اخی ثقۃ فاذکر اخاک ابا بکر بما فعلا

خالدی صاحب نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے۔ "جب تم نے بھروسے کے قابل بھائی کا غم مفارقت تازہ کیا ہے تو اپنے بھائی ابوبکر کو ضرور یاد کرو"

صحیح ترجمہ اس کا یہ ہے۔ "جب کسی پیکرِ وفا کا غم تازہ کرنا ہو تو اپنے دوست ابوبکرؓ اور اس کے کارناموں کو یاد کرو"۔

خالدی صاحب نے "اذا تذکرت" کا ترجمہ ماضی کا کیا ہے حالانکہ "اذا" جب ماضی پر داخل ہوتا ہے تو مضارع کے معنی دیتا ہے۔

چوتھا شعر ہے:۔

وکان حب رسول اللہ قد علموا خیر البریۃ لم یعدل بہ رجلا

خالدی صاحب کا ترجمہ ہے:۔

سبھی جانتے ہیں کہ وہ رسول اللہ کے نہایت گہرے دوست تھے۔ رسول اللہ سارے انسانوں سے افضل ہیں، ان کے برابر کوئی نہیں ہوا"

"لم یعدل بہ رجلا" کا ترجمہ صحیح نہیں ہے۔ "عدل فلاں بفلاں" کے معنی ہوتے ہیں: اس نے فلاں شخص کو فلاں کی برابر قرار دیا۔ یہ فقرہ حضرت ابوبکر کے متعلق ہے۔ خالدی صاحب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق کر دیا ہے۔

صحیح ترجمہ یہ ہے:

"لوگوں کو بخوبی اس کا علم ہے کہ حضرت ابوبکر نبی خیر الوریٰ کے محبوب تھے۔ آپ کے نزدیک ان کی برابر کوئی شخص نہ تھا"[۱]

---

[۱] ابن سعد ج ۵۔ القسم الاول ص ۵۰۷ باقی حاشیہ صـ۴۴ پر ملاحظہ کریں

فاضل مقالہ نگار نے جاحظ کی تصنیفات سے حضرت ابوبکر کے ۳۳ آثار و اخبار پیش کئے ہیں (ضمیمہ نمبر ۵ سے قبل ایک اثر پیش کیا جا چکا ہے جو غالباً سہواً چھوٹ گیا تھا۔ ایک مزید اثر پیش خدمت ہے

(۳۵) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب کسی شخص کی تعزیت کرتے تو فرماتے:

ليس مع العزاء مصيبة، ولا مع الجزع فائدة۔ الموت أشد ما قبله، وأهون ما بعده، اذكروا فقد رسول الله صلى الله عليه وسلم تهن عندكم مصيبتكم صلى الله على محمد وعظم أجره	آدمی صبر کرے تو کوئی مصیبت نہیں، جزع فزع کا کوئی حاصل نہیں۔ موت کا مرحلہ ماقبل کے مراحل سے سخت اور بعد کے مراحل سے آسان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو یاد کرو تمہارا غم ہلکا ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمتوں کی بارش کرے اور اجر عظیم فرمائے

اس طرح گویا آثار ابوبکرؓ کی تعداد ۳۵ ہو جائے گی۔ والحمد للہ وھو اعلم بالصواب۔

باقی۔

بقیہ حاشیہ بھی ۳۴ ——— عیون اخبار ج ۲ ص ۱۵۱ اور صفۃ الصفوۃ ج ۱ ص ۹۰ پر "خیر البریۃ" کی بجائے "من البریۃ" ہے۔ یہ شعر حضرت حسان کے مطبوعہ دیوان میں نہیں ہے۔

حاشیہ صفحہ ہذا ۱؎ البیان ج ۳ ص ۲۶۱ –